طارق محمود ہاشمی*

اردو زبان، خصوصی افراد اور تحقیری بیانیہ

Abstract:

Urdu, Special Persons and the Narrative of Discrimination

Language does not only express ideas but is also reflective of social behaviors. One can easily notice that several social discriminations are constantly being transmitted through derogatory words, idioms and phrases. This article seeks to divulge various forms of discrimination, not only informing daily social communiqué but registered by dictionaries as well. A cursory look at various repertoire of Urdu language and literature will show that physically & mentally challenged people have been regarded as being unattractive in their facial expressions as well as physical structure.

Keywords: Urdu, special persons, discrimination, sight, vision.

زبان اظہار و ابلاغ کا وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ انسانی رویوں کی بھی عکاس ہوتی ہے۔ معاشرتی رویے کسی عمل سے کہیں زیادہ قولِ انسانی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ زبان سے ادا شدہ جملہ اپنی ظاہری ساخت اور باطنی معنویت کے ساتھ صاحبِ گفتار کی اُسی نفسیات کو سامنے لاتے ہیں جس کی تشکیل اُس کے ثقافتی وسماجی ماحول سے ہوئی ہے۔

زبان کے ذریعے ظاہر ہونے والے رویے شعوری بھی ہو سکتے ہیں اور لاشعوری بھی، کیوں کہ زبان کے باطن میں بعض ایسے عناصر بھی سرایت کیے ہوتے ہیں جن کا احساس صاحبِ قول کو نہیں ہوتا اور اُن کا استعمال عام روزمرہ و محاورہ کی صورت میں رواج پا چکا ہوتا ہے ۔ درحقیقت وہ عناصر اپنے باطن میں انتہائی تلخ حقائق بلکہ اذیت ناک صورتِ حال کو سمیٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں والٹ وولف ریم (Walt Wolfram۔پ:۱۹۴۱ء) لکھتے ہیں:

> زبان سماجی رویوں کی توانا مظہر ہے۔ کسی سے تبادلہ خیال کرتے ہوئے روزمرہ زبان کے ذریعے ہم اپنی ذات، اپنے جغرافیے اور اپنے وابستگان کے بارے میں ایک وسیع تر سماجی پیغام پہنچا رہے ہوتے ہیں[۱]۔

زبان کے تشکیلی عوامل کے نفسیاتی پہلوؤں پر غور کیا جائے تو مقتدر طبقات نے جن فکری بنیادوں کو مضبوط کیا ہے، اُن میں اپنے

لیے سطوت و شوکت کے نظریات جب کہ نچلے طبقات اور عام آدمی کے لیے تضحیک آمیز رویے راسخ نظر آتے ہیں۔ مقتدر طبقات کی طرف سے تشکیل پانے والے توقیر و تحقیر کے پیمانے یہ واضح کرتے ہیں کہ ہر بالادست فرد نے اپنی بڑائی اور عظمت کے تصور کو مضبوط کرنے کے لیے زیریں طبقات کی ذلت کے مختلف تصورات کو عام کیا جو وقت کے ساتھ ساتھ اقداری اہمیت اختیار کرتے ہوئے زبان کا حصہ بن گئے۔ نفسیاتی لسانیات (psycholinguistics) اور معاشرتی لسانیات (sociolinguistics) کے ماہرین نے زبان کے مذکورہ اشرافی بیانیے پر بعض پہلوؤں سے کام کیا ہے لیکن صدیوں سے تشکیل پا چکی زبان کی ساخت میں کوئی بڑی تبدیلی کے آثار نمایاں نہیں ہو سکے، نہ ہی لغات سے ایسے لسانی عناصر کو نکال باہر کیا جا سکا جس سے پارینہ منفی قدروں سے گریز کو ممکن بنایا جاتا۔

سماجی لسانیات کے ماہرین اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ زبان کے باطن میں تعصّبات بہت گہرائی تک موجود ہوتے ہیں اور اس کی ساخت میں امتیازات کا احساس جذب ہو چکا ہے۔ سماجی لسانیات کی بحث میں عدم مساوات، تعصب اور امتیازات کے باب میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ:

> زبان ایک ایسے میکانزم کا نام ہے جس کے ذریعے تعصب اور امتیاز منتقل ہوتے ہیں اور عدم مساوات کا رویہ زبان کی ظاہری سطح سے نمایاں ہوتا ہے[۲]۔

اُردو زبان کے لسانی ارتقا اور الفاظ و محاورات نیز ضرب الامثال پر تہذیبی حوالے سے جائزوں میں یہ سوال شاذ ہی اُٹھایا گیا ہے کہ ان کے باطن میں اشرافیہ کے اقداری بیانیے کے کس قدر گہرے اثرات موجود ہیں؟ خصوصاً عہد ملوکیت اور بعد ازاں نو آبادیاتی عہد کے استعماری تصورات اُردو زبان کے اندر جس قدر جذب ہیں، ہمارے ماہرین لسان اُن کی جانب اپنی فکری توجہ کرنا کم ہی گوارا کرتے ہیں۔ اُردو زبان پر لسانی استعماریت کا دائرہ وسیع تر ہے جس کا جائزہ سیاسی و سماجی پہلوؤں سے لیا جانا ضروری ہے لیکن اس کے ذخیرۂ الفاظ اور محاورات و ضرب الامثال کو بعض معاشرتی حوالوں سے بھی دیکھا جائے تو معاشرے کے وہ افراد جو کسی عذر کا شکار ہوں، نہایت اذیت رساں رویوں کا سامنا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

معذوری پیدائشی ہو یا بعد ازاں کسی علالت یا حادثے کے باعث، انسان کے لیے آزمائش ہوتی ہے جس کے اثرات صرف اُس فرد تک محدود نہیں ہوتے بلکہ اِس کا دائرہ اُس کے متعلقین تک پھیلا ہوا ہوتا ہے، لیکن تاریخ انسانی میں ایسی مثالیں کم نہیں ہیں کہ مذکورہ خصوصی افراد نے اپنے کسی اعتذار کو حرفِ معذرت بننے دیا ہو بلکہ ہمت و استعداد کے بل بوتے پر خود کو معاشرے کا بہتر، کارآمد اور مثالی فرد بھی ثابت کیا۔ ابوالعلا المعرّی (۹۷۳ء۔۱۰۵۷ء) سے لے کر سٹیفن ہاکنگ (Stephen Hawking۔ ۱۹۴۲۔۲۰۱۸ء) تک کتنے ہی ایسے خصوصی افراد ہیں جنھوں نے شاعری، فنونِ لطیفہ، فلسفہ، سائنس اور تعلیم سے لے کر

کھیلوں (sports) اور اَیتھلیٹکس (athletics) تک میں اپنے وجود کا اثبات کروایا اور اپنے طرزِ عمل سے معاشرے کے دیگر افراد کی نسبت خود کو لائقِ رشک ثابت کیا۔ نوجوان شاعرہ اور اُردو کی استاد روبینہ شاد (پ:۱۹۹۱ء) کو بصارت سے محرومی کی بنیاد پہ جن رویوں کا سامنا ہے وہ ان کے بارے میں کہتی ہیں:

> میں جب سے عملی زندگی میں داخل ہوئی ہوں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے دلوں میں وسعت کی کمی ہے۔ [سماجی] رویوں سے نمٹنا زیادہ مشکل ہے۔ رویے دلوں پر نقش ہو جاتے ہیں انسان زندگی سے بیزار ہو جاتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ کنارہ کش ہو جائے۔ اس لیے میں رویّوں میں بہتری لانے پہ فوکس کر رہی ہوں۔ [۳]

انسانی رویّوں میں بہتری اور سماج کے خصوصی افراد کے بارے میں مثبت آگاہی کے سلسلے میں قانون سازی گزشتہ چند برسوں میں سامنے آئی ہے اور انسانی حقوق کی مذکورہ کاوشوں کی بنیاد پہ بعض ماہرینِ لسان نے بھی اس طرف توجہ کی ہے۔ مثلاً ''citizenadvice.org'' نامی ویب گاہ پر خصوصی افراد کو معاشرتی رویوں کے بارے میں قانون سازی سے آگاہ کیا گیا ہے۔ خصوصی افراد کے بارے میں ہتک آمیز یا نفرت انگیز رویوں کو ''Disability Hate Crime'' کا عنوان دیتے ہوئے یہ آگاہی دی گئی ہے کہ وہ اس سلسلے میں کس نوع کے ردِ عمل کا اظہار کر سکتے ہیں۔ خصوصی افراد سے نفرت کے جرائم کیا ہیں؟ اس کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے:

> اگر آپ میں سے کسی پر اس لیے تشدد ہوا ہے کہ آپ معذور ہیں تو آپ نفرت کا ہدف بنے ہیں۔ اس طرح کے حادثات ہر جگہ ہوتے ہیں۔ بعض اوقات آپ حملہ آور کو جانتے ہیں اور بعض اوقات آپ کسی اجنبی کی وجہ سے نفرت کے ایسے حادثات سے دوچار ہوتے ہیں۔ [۴]

مذکورہ نفرت انگیز جرائم میں جن عوامل کی نشاندہی کی گئی ہے، اُن میں زبانی بدکلامی، تنگ کرنا، دھمکی آمیز رویہ، آن لائن دشنام طرازی، دھمکی آمیز یا ہتک آمیز پیغام کے ساتھ ساتھ خصوصی افراد کے ساز و سامان کی توڑ پھوڑ شامل ہیں۔ ایسے کسی جرم کے ارتکاب کی صورت میں خصوصی افراد کو آن لائن رپورٹ کرنے کے لنک بھی فراہم کیے گئے ہیں اور انھیں اپنے حقوق سے مزید آگاہی کے لیے بعض مفید ویب سائٹس کے لنک بھی دیے گئے ہیں۔

خصوصی افراد کے خلاف بعض نفرت انگیز رویوں یا جرائم کا ذکر تو درج بالا ویب گاہوں پر موجود ہے لیکن زبان کے اندر سرایت کیے ہوئے تحقیر آمیز رویوں کی جانب تا حال وسیع سطح پر تحقیقی کام نہیں ہوا ہے تاہم اس سلسلے میں ایک اہم اور دل چسپ مضمون مارتنڈ جھا (Martand Jha۔پ:۱۹۹۴ء) نے ''Time to avoid idioms that mock disabilities'' کے عنوان سے رقم کیا ہے جس میں زبان کے اندر خصوصی افراد سے تحقیر آمیز رویوں پر تفصیل سے لکھا گیا ہے اور خصوصی افراد سے متعلق زبان میں بعض منفی تعبیرات پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے۔ اُن کے مطابق:

ہم اپنی روزمرہ گفتگو میں بعض ایسے الفاظ اور محاورات استعمال کرتے ہیں جو جسمانی معذور افراد کے حوالے سے منفی تعبیرات کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً: لولی لنگڑی جمہوریت، اندھا قانون اور معذور معیشت، وغیرہ[۵]۔

اس بیان کی روشنی میں دیکھا جائے تو اُردو زبان میں بھی بہت سی ایسی تراکیب روزمرہ کا حصہ بن چکی ہیں جن میں بین السطور خصوصی افراد کی تحقیر کا عنصر واضح نظر آتا ہے۔ مثلاً ''لولی لنگڑی جمہوریت''، ''اندھا قانون''، ''بونے لوگ'' وغیرہ۔

خصوصی افراد کے سلسلے میں اُردو زبان میں تحقیری بیانیہ بہ طورِ خاص جس محرومی کے حوالے سے تشکیل دیا گیا ہے، وہ بصارت کی حس ہے۔ ایک فرد جو تماشائے ہست و بود کی دید سے محروم ہے، وہ ہمہ وقت ایک اور سماجی اذیت کا بھی شکار رہتا ہے۔ بصارت سے محرومی کے سلسلے میں اس سے بڑھ کر تحقیر اور کیا ہوگی کہ اُردو زبان میں لفظ ''اندھا'' ناراضگی اور خفگی کے کلمے کے طور پر استعمال ہوتا ہے جیسے ''اندھا بے ایمان''۔ اسی طرح کوئی شخص کسی جذبے خصوصاً غصے یا شہوت سے مغلوب ہو کر کچھ غلط کام کر لے تو عموماً یہی کہا جاتا ہے کہ وہ ''اُس وقت اندھا ہو گیا تھا''۔ اُردو لغات میں اندھے کے جو معانی دیے گئے ہیں اُن میں ناواقف، بے علم، جاہل، بے بصیرت، بے وقوف، عاقبت نااندیش، معرفت سے محروم اور نادان شامل ہیں اور کم و بیش یہی تصور بعض اُردو اہلِ قلم کے ہاں بھی موجود ہے۔ مثلاً:

اچھی صورت کو تری دیکھ کے دل ٹوٹ گیا
ہائے اندھے کو نہ سوجھا کہ ہے صورت کیسی[۶]

اسی طرح بنات النعش (۱۸۷۱ء) میں ایک مکالمہ ہے:

تم تو غضب ڈھانے اور دنیا جہان کو اندھا بنانے لگیں[۷]۔

کسی جذبے سے مغلوب ہو کر کسی غلط کام کر بیٹھنے کو اندھے پن سے تعبیر کرنے کے سلسلے میں پریم چند کا یہ جملہ ملاحظہ ہو:

غصے میں اُس وقت میں بھی اندھا ہو رہا تھا[۸]۔

اُردو میں بعض مرکباتِ توصیفی دیکھے جائیں تو یہی طنزیہ تصورات عام نظر آتے ہیں۔ مثلاً ''اندھا بگلا'' (جلدی یا بدسلیقگی سے کام کرنے والا)، ''اندھا جہاز'' (وہ جہاز جسے کوئی دوسرا جہاز کھینچ کر لے جائے)، ''اندھا شکار'' (ایسا شکار جسے شکاری دیکھ نہ سکے)، ''اندھی سرکار'' (بری سلطنت جس میں ظلم ہو یا نوکروں کو تنخواہ وقت پر نہ ملے جس میں نظم و نسق ابتر ہو)، ''اندھی شادی'' (وہ شادی جس میں دُلہا دُلھن والے ایک دوسرے کے حالات سے ناواقف ہوں)، ''اندھی مامتا'' (ماں کا حد سے بڑھا ہوا پیار جس میں وہ اولاد کی غلطیوں کے باوجود اُن سے پیار کرتی ہے)، ''اندھی نگری'' (وہ بستی جہاں کھوٹے کھرے اور برے بھلے میں تمیز نہ ہو، جاہلوں یا بے وقوفوں کا خطہ، ظالموں اور نامنصفوں کا راج)۔

بصارت سے محرومی پر طنز کا یہی رویّہ اردو محاورات میں بھی نظر آتا ہے۔ چند محاورے بطور مثال ملاحظہ ہوں:

i. اندھے کو آئینہ دکھانا: کوڑھ مغز کو سمجھانے پر دماغ صرف کرنا۔

ii. اندھے کو چراغ دکھانا: ایسے اسباب پیدا کرنا جن سے استفادہ ممکن نہ ہو، فعل عبث کرنا، فضول کام کرنا۔

اُردو ضرب الامثال اور کہاوتیں ملاحظہ کی جائیں تو بصارت سے محرومی پر طنز، ذلت کی حد کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔ مثلاً:

i. اندھوں میں کانا راجا: بےعقلوں میں کم عقل، بے ہنروں میں ادنیٰ ہنرمند کی بڑی عزت ہوتی ہے۔

ii. اندھوں نے گاؤں مارا، دوڑیو بےلنگڑو: نااہلوں کے دوست بھی نااہل، ناکاروں کے ساتھی بھی ناکارہ ہوتے ہیں۔

iii. اندھے کو اندھا راستہ کیونکر بتائے: جو خود ہی گمراہ ہے، وہ اوروں کی رہبری کیا کرے گا۔

iv. اندھے کو اندھا کہا، وہ لڑ پڑا، سلجھے کو اندھا کہا وہ نہیں لڑا: عیب دار کو گرفت بری لگتی ہے، بے عیب کو نہیں لگتی۔

v. اندھے کو دن برابر ہے: نافہم جاہل یا معذور برے بھلے میں تمیز نہیں کر سکتا۔

vi. اندھی نائن آئینے کی تلاش: ایسی چیز کا حوصلہ کرنے والا جس کی اہلیت نہ ہو۔

vii. اندھے کے آگے رونا، اپنی آنکھیں (دیدے/ نین) کھونا: نااہل کو نصیحت کرنا، مفت کا دردِ سر مول لینا ہے، بےحس انسان سے اپنا دکھ درد بیان کرنا بے سود ہے۔

viii. اندھے کے ہاتھ بٹیر لگی: کم حوصلہ کو اُس کی لیاقت سے زیادہ مل گیا۔

ix. اندھے کے آگے ہیرا کنکر: نادان اصل اور نقل میں تمیز نہیں کر سکتا۔[۹]

بصارت سے کلی محرومی کی طرح جزوی محرومی یعنی ایک آنکھ میں روشنی نہ رکھنے والے افراد بھی معاشرے میں عجیب حقارت سے دیکھے جانے کے اذیت ناک رویے کا سامنا کرتے ہیں اور اس اذیت کا عکس اُردو زبان کے اُن محاورات وضرب الامثال میں نمایاں نظر آتا ہے جو اس محرومی سے متعلق ہیں۔ اُردو میں لفظ ''کانا'' کا ایک معنی وہ داغی پھل بھی لیا جاتا ہے جس میں کوئی خرابی آ گئی ہو یا اُسے کیڑا لگ گیا ہو۔ اسی طرح وہ خط بھی جو سیدھا نہ ہو، کانا کہلاتا ہے۔ عیب داری کا یہی طنزیہ تصور اُردو زبان میں انسانی شخصیت اور سیرت و کردار کے حوالے سے بھی پایا جاتا ہے۔ جیسے:

i. کانڑی اپنا ٹینٹ نہ نہارے اوروں کی پھلی نہارے: عیب دار اپنا عیب نہیں دیکھتا دوسروں کے عیب دیکھتا ہے۔

ii. کانڑے کی ایک رگ سوا ہوتی ہے: کانا بڑا شریر ہوا ہے۔

iii. کانڑی کو کون سراہے، کانی کا باوا: عیب دار کا عیب اپنوں کو ہنر معلوم ہوتا ہے۔

iv. کانڑی کے بیاہ کو سو سو جوکھوں: عیب دار کو ہر جگہ مشکل ہوتی ہے۔ عیبی کا گاہک مشکل ہی سے ملتا ہے۔

v. کانا کتا پیچ ہی سے آسودہ: غریب کو جو مل جائے غنیمت ہے۔

vi. کانی آنکھ، مٹر کا پیا، وہ بھی آنکھ بھوانی لیا: جو تھوڑا سا تھا وہ بھی جاتا رہا۔[۱۰]

ایک آنکھ سے محرومی کے عیب کے اس تصور کی اُردو ادب میں کئی ایک مثالیں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔ مثلاً اشرف بیابانی (۸۶۴ھ۔۹۳۵ھ) کا شعر ہے:

کانا دبلا اندھا بھوت
دیوانہ سب اور لنگڑا کھوٹ[۱۱]

اس طرح عبدالحلیم شرر (۱۸۶۰ء۔۱۹۲۶ء) مینا بازار میں لکھتے ہیں:

''باغ کی عمارت کا نقشہ کانا رہے گا۔ کیا یہ اچھا نہ ہوگا کہ چار مرغزاروں کو چار گروہوں کی صورتوں میں تقسیم کر دیا جائے۔''[۱۲]

غالب (۱۷۹۷ء۔۱۸۶۹ء) نے کہا ہے:

بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر[۱۳]

اُردو زبان کی صورتِ حال دیکھیں تو التفات تو درکنار سماعت سے محرومی کا یہ پہلو طنز و تحقیر کے احساسات سمیٹے ہوئے ہے۔ مثلاً نسیم دہلوی (۱۸۰۰ء۔۱۸۶۶ء) کا شعر ہے:

بہرے ہو تم بھی ناصحِ نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہوں، پوچھتے ہو بار بار کیا[۱۴]

اسی طرح احمق پھپھوندوی (۱۸۹۵ء۔۱۹۵۷ء) کا شعر ہے:

کوئی ہے گونگا، کوئی ہے بہرا، کوئی ہے لنگڑا، کوئی ہے لولا
جسے بھی دیکھا ترا فدائی تری طرح لاجواب دیکھا[۱۵]

تحقیر و تضحیک کا یہی تصور اُردو ضرب الامثال میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ مثلاً:

i. بہرا روٹی کی پٹ پٹ سنتا ہے: ہر شخص اپنے مطلب کی بات سن لیتا ہے۔

ii. بہرا سنے دھرم کی کتھا: ناممکن بات ممکن نہیں ہوسکتی۔[۱۶]

انسان کو اُس کی صفت گویائی ہی کی بنیاد پہ حیوانِ ناطق کہا جاتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر کوئی انسان بولنے سے محروم ہو تو وہ شرفِ انسانیت پہ فائز نہیں ہوسکتا۔

i. گونگی جورو بھلی، گونگا ناڑیل نہ بھلا: گونگی بیوی اچھی ہے مگر بے آواز حصہ اچھا نہیں۔

ii. گونگے کا اشارہ گونگا ہی خوب پاتا ہے/ سمجھے: ہر جنس اپنی ہی جنس میں خوب میل کھاتی ہے واقف کار ہی بات سمجھتا ہے۔

iii. گونگے کا گڑ کھٹا، نہ میٹھا: جو کوئی بات ظاہر نہ کر سکے وہ اچھی ہے یا بری، کیا معلوم ہو سکتا ہے۔

iv. گونگے نے سپنا دیکھا، من ہی من میں پچھتائے: جس بات کو بیان کرنے کو دل چاہے، مگر آدمی بیان نہ کر سکے تو دکھ ہوتا ہے۔[۱۷]

اُردو زبان میں گویائی سے محرومی پر طنز کا عنصر کم سے کم ملتا ہے لیکن بعض اوقات کسی کا عیب ظاہر کرنے یا اُس پر طنز کرنے کے لیے مذکورہ محرومی کا سہارا ضرور لیا جاتا ہے۔ مثلاً یگانہ (۱۸۸۴ء۔۱۹۵۶ء) غالب پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں:

زبان ایسی گونگی کہ نفسِ مطلب کو شاعرانہ زبان میں ادا نہیں کر سکتا۔ ٹھونس ٹھانس کے تک بندی کر لیتا ہے[۱۸]۔

ممتاز رومانی شاعر لارڈ بائرن (Lord Byron۔۱۷۸۸ء۔۱۸۲۴ء) پیدائشی طور پر لنگڑاہٹ کا شکار تھا لیکن اپنی شاعری کی دل کشی کی بنیاد پہ اُس کا یہ مرض بھی بعض نوجوانوں کے لیے کشش کا باعث بن گیا اور وہ بائرن کی نقل کرتے ہوئے خود بھی لنگڑا کر چلنے کو پسند کرتے تھے۔ نوجوان مصور کرسٹی براؤن (Christy Brown۔۱۹۳۲۔۱۹۸۱ء) کی کتاب میرا بایاں پاؤں (My Left Foot۔۱۹۵۴ء) اُس نے بائیں پاؤں ہی سے لکھی تھی۔ وہ بچپن میں فالج کا شکار ہوا، جس سے اُس کی حس سماعت کے ساتھ ساتھ ایک ٹانگ بھی متاثر ہوئی۔ ۱۹۸۹ء میں اُس کی زندگی پر فلم بنائی گئی جو اُس کی کتاب ہی کے عنوان سے ریلیز ہوئی۔ امبرلی سنائیڈر (Amberly Snyder۔پ:۱۹۹۱ء) کار کے ایک حادثے میں دونوں ٹانگوں سے محروم ہو گئی لیکن ہمت ہارنے کے بجائے خود کو ایک بہترین گھڑ سوار ثابت کیا۔ حال ہی میں ریلیز ہونے والی فلم ''Walk Ride Roeo'' (۲۰۱۹ء) اُس کی ہمت کو داد دینے کے لیے بنائی گئی ہے۔

معاصر اُردو شاعر مقصود وفا (پ:۱۹۶۲ء) نے اپنی لنگڑاہٹ کو موضوع بناتے ہوئے ایک ایسی نظم تخلیق کی ہے جس میں وہ اپنی کیفیت لنگ کو اپنے لیے سرشاری کا باعث بنتے ہیں:

رقص میں ہوں
۔۔۔ میں رقص میں ہوں
میں!
جو اپنی لنگراہٹ کا دیوانہ ہوں
گھنگھرو باندھ کے رقص میں ہوں

دنیا!
تیری لوح پہ میرے پیروں کی تصویریں ہیں
جن کو دیکھ کے تجھ مٹی نے
اجلی رنگت پکڑی ہے
میری آنکھ میں اُن خوابوں کا چہرہ ہے
جن کو خواب سرا میں
جاگنے والے دیکھتے ہیں
ان خوابوں کا چولا پہنے
میں آوازہ کستے اُس بازار میں رقص کناں ہوں
جس میں رقص پہ پابندی ہے
ایک ازل کا گھاؤ ہے
جس کو سہتے سہتے میں نے
خواب میں چلنا سیکھا ہے
رقص میں رہنا سیکھا ہے
جتنی ریت ہے تلووں میں
اتنے آبلے آنکھ میں ہیں
جتنے زخم ہیں سینے میں
اتنے رنگ گلاب کے ہیں
ساری شاخیں
ایک خراش کی صورت
دیواروں پر ناچ رہی ہیں
انت کی چپ ہے آوازوں میں
جس کی دھن پر
دھڑکن کی رفتار مقرر ہوتی ہے
ہر ہر تھاپ پہ جلتا بجھتا
ہر زینے پر جام چھڑکتا
اُس منزل تک آیا ہوں
جس منزل پر ہوش آئے تو
سانس معلق ہو جاتی ہے

رقص میں ہوں
۔۔۔ میں رقص میں ہوں
میں!
جو اپنی لنگڑاہٹ کا دیوانہ ہوں[۱۹]

شاعر کی سرشاری اُس کا باطنی احساس ہے لیکن اُردو زبان میں اس محرومی کے سلسلے میں بھی تحقیری تصورات مروج رہے ہیں۔ مثلاً مولوی ذکا اللہ دہلوی(۱۸۳۲ء۔۱۹۱۰ء) کی مرقومہ ملکہ وکٹوریہ کی سوانح عمری (۱۹۰۴ء) میں ایک جملہ یوں ملتا ہے:

لارڈ جان رسل نے بھی اپنی لنگڑی دلیل سے اپیل کی۔[۲۰]

اُردو ضرب الامثال ملاحظہ کی جائیں تو اُن میں بھی لنگڑے پن کو نالائقی اور نااہلی کا مفہوم دیا گیا ہے۔ جیسے:

i. لنگڑی گٹو، آسمان پر گھونسلا: اتنی لیاقت نہیں جتنی خواہش ہے۔
ii. لنگڑی گھوڑی، مسور کا دانہ: اتنی لیاقت نہیں جتنا دماغ ہے۔
iii. لنگڑے لولے گئے برات، بھات کے بر با کھائیں لات: اگر کوئی ایسا کام کرے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر ہو تو ذلت اُٹھاتا ہے۔
iv. لنگڑے نے چور پکڑا، دوڑیو بے اندھے/اندھے میاں: دونوں ہی نکمے ہیں۔ کوئی ناممکن بات کہے تو کہتے ہیں۔[۲۱]

چھوٹا قد ہونا معذوری کے زمرے میں تو نہیں ہوتا لیکن اُردو زبان میں مذکورہ صفت کے سلسلے میں بھی تحقیر کا پہلو نمایاں ہے اور پست قامتی کے مقابلے میں دراز قد ہونا عزت و توقیر کی علامت خیال کیا جاتا ہے۔ مثلاً قائم چاند پوری(۱۷۲۵ء۔۱۷۹۴ء) کا شعر ہے:

ڈرتا ہوں میں کہ شیخ الجھ کر گرے نہ کہیں
یہ پست قد و ریش نہایت دراز ہے[۲۲]

اسی طرح عبدالماجد دریابادی(۱۸۹۲ء۔۱۹۷۷ء) فلسفہ اجتماع (۱۹۱۵ء) میں لکھتے ہیں:

''جب پیرس سے اُس پست قامت نوخیز افسر کا فوج کی کمان کے لیے تقرر ہوا تو دیگر سردارانِ فوج کو یہ سخت شاق گزرا۔''[۲۳]

پست قامتی کے برعکس بلند قامت ہونا عزت و توقیر کی علامت خیال کیا جاتا ہے۔ اُردو زبان میں قد آور کا معنی تسلیم شدہ یا مانی ہوئی حیثیت، بڑی حیثیت، قابل یا ممتاز شخصیت کے بھی ہیں اور اسی منظر سے ایک صفت قد آوری بھی ہے جو

عظمت و سطوت کا معنی دیتی ہے۔ مثلاً شمیم احمد (۱۹۳۳۔۱۹۹۳ء) کا یہ جملہ:

اگر وہ کسی بڑے موضوع پر قلم اُٹھائیں تو اُن کی مندرجہ بالا خصوصیات اُن کے فن کی قد آوری میں مد ثابت ہو سکتی ہے۔[۲۴]

اُردو زبان میں خصوصی افراد کے سلسلے میں مذکورہ تحقیری بیانیہ زبان کے توسط سے برصغیر کی تہذیب کے بعض قبیح عناصر کا پتا دیتا ہے۔ اگرچہ یہ بیانیہ وسیع سطح پر دیکھا جائے تو کم و بیش ہر زبان کے اندر نظر آتا ہے کہ بحیثیت اجتماع انسان کا تہذیبی ارتقا مختلف جغرافیوں میں معمولی اختلاف کے باوجود ایک ہی اسلوب میں پروان چڑھا ہے۔

مغربی ادب سے لے کر مشرقی شعری فضا تک خصوصی افراد کے سلسلے میں تمسخر اور تضحیک کا یہ رویہ عام نظر آتا ہے۔ محمود فرجامی (پ:۱۹۷۷ء) کے بقول:

''سوفوکلیز اور شیکسپیئر سے عطار، عبید اور رومی تک بدنی نقائص تمسخر اور تحقیر کا باعث رہے ہیں۔ یہاں تک کہ فارسی ادب میں ناتواں افراد پہ ہنسنا معمول رہا ہے۔ طنز و شوخی پر مبنی نظریات اکثر خود کو برتر سمجھنے اور ناہنجاری کے احساس سے جنم لیتے رہے ہیں۔ دوسروں کے نقائص اور جسمانی معذوری اس لیے لذت آور ہوتی ہے کہ انسان خود کو کاملاً درست خیال کرتا ہے[۲۵]۔

خصوصی افراد پہ تمسخر، تضحیک اور تحقیر کا یہ رویہ اشرافیہ کی تشکیل کردہ اقدار کا عکاس ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ماضی کی علم و دانش اپنے تمام تر روشن خیالی کے بیانیوں کے باوجود ان اقدار سے متصادم ہونے کے بجائے ان کی صداقت کے لیے دلائل فراہم کرتی رہی ہے۔ زبان کے اندر سرایت کیے ہوئے یہ رویے محض زبان کی لسانی ساخت اور ذخیرۂ الفاظ پر سوال نہیں بلکہ اُن سماجی عناصر پر بھی حرفِ استفہام رقم کرتے ہیں جن کے زیر اثر تشکیل کا مذکورہ عمل جاری رہا ہے اور تشکیلِ زبان کے بعد اُس میں تحریر پانے والے اُردو کا بھی حصہ قرار پایا۔

فی زمانہ عالمی سطح پر تطہیر زبان و ادب کا عمل کئی ایک سطحوں پر جاری ہے اور زبان کو جہاں استعماری رویّوں اور صنفی جانبداری سے باہر لانے کی کوشش کی جارہی ہے، وہاں زبان کو اُن قبیح عناصر سے بھی پاک کرنے کی بھی مساعی کی جا رہی ہیں جن سے شرفِ انسانیت پر حرف آتا ہو۔ انگریزی میں ''special people'' اور اُردو میں ''خصوصی افراد'' کی اصطلاح کا رواج اسی تطہیری عمل کا حصہ ہے۔

یورپی معاشروں میں زبان کا مذکورہ تطہیری عمل انفرادی، اجتماعی اور اداروں کی سطح پر علمی اسلوب میں جاری ہے اور اس سلسلے میں نہ صرف خصوصی افراد سے متعلق ادارے متحرک ہیں بلکہ ماہرینِ لسانیات اپنا ایک علمی کردار ادا کرتے ہوئے زبان کی ساخت اور ذخیرۂ الفاظ کو احترامِ انسانیت کی اقدار کی روشنی میں ڈھالنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

فی زمانہ بدنی معذوری سے وابستہ الفاظ کو صرف طبّی مسائل اور اُن کی شناخت تک محدود کیا جا رہا ہے اور سماجی سطح پر اُن کا استعمال کلی طور پر ترک کر دینے یا اُن کے ایسے متبادل تلاش کیے جا رہے ہیں، جس سے کسی انسان کی عزتِ نفس مجروح نہ ہو۔''NYLN'' ایسی سماجی تنظیموں نے ''KASA'' [۲۷] کے پراجیکٹ کے تحت ایک دستاویز تیار کی ہے جس میں خصوصی افراد کے سلسلے میں مستعمل الفاظ اور تصورات میں ترمیم لانے کے لیے تجاویز دی گئی ہیں۔ اس دستاویز میں زبان کے باطن میں خصوصی افراد کے لیے کسی بھی ایسے لفظ اصطلاح یا رویے سے گریز کی تجاویز دی گئی ہیں، جن سے خصوصی افراد کے لیے کسی امتیازی رویے کا تاثر ملتا ہو۔ راقمین اس امر کے بھی مخالف ہیں کہ زبان میں کوئی ایسا عنصر ہو جس سے خصوصی افراد کے ساتھ کسی ہمدردانہ یا صلہ رحمی کا تاثر ملتا ہو۔ اُن کا یہ موقف ہے کہ اس طرح کے رویے سے بھی ممکن ہے کہ خصوصی افراد احساسِ کم تری کا شکار ہوں۔اس سلسلے میں راقمین نے جو رہ نما اصول دیے ہیں وہ درج ذیل ہیں[۲۸]:

- کسی فرد کی معذوری کا ذکر صرف اس صورت میں کیجیے جب آپ کو اس سے متعلق کوئی بات کرنا مقصود ہو۔ مثلاً یوں مت کہیے کہ تمھارے ساتھ کیا مسئلہ ہے؟ ایسے افراد کے لیے عمومی اصطلاحات کا استعمال مت کیجیے۔ مثلاً ویل چیئر میں بیٹھی لڑکی۔
- معذور افراد کے لیے مختص جگہوں یا مقامات کا ذکر کرتے ہوئے ''برائے معذورافراد'' کی اصطلاح کے بجائے ''برائے خصوصی افراد'' کی اصطلاح استعمال کیجیے۔
- معذوری کی اصطلاح استعمال کر لیجیے لیکن اپنے ذخیرہ الفاظ سے معذور افرد کے لیے بدقسمت، بے چارہ ، اپاہج، غریب یا مسکین کے الفاظ خارج کر دیجیے ۔
- محض اس لیے کہ کوئی فرد معذوری میں مبتلا ہے، اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ بہت حوصلہ مند اور بہادر ہے یا آپ اسے کسی مافوق البشر صفت کا مالک خیال کرنے لگیں بلکہ وہ ویسا ہی ایک فرد ہے جیسے کہ دیگر کوئی بھی فرد۔ معذوری میں مبتلا فرد کے لیے ایسا کچھ ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص صلاحیت ، استعداد یا فن کا مالک ہو۔
- جب آپ کو کسی معذوری سے متعلق بات کرنی ہو تو ''معذور''، ''معذوری'' یا ''معذوری میں مبتلا فرد'' ایسی کسی اصطلاح کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں۔
- معذوری کے بغیر افراد کے بارے میں بات کرتے ہوئے انھیں معذوری کے بغیر افراد کہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن انھیں صحت مند یا نارمل کہنا اس لیے مناسب نہ ہوگا کہ اس سے معذوری میں مبتلا افراد احساسِ کم تری کا شکار ہوں گے ۔ وہ سوچیں گے کہ ہمارے ساتھ کوئی مسئلہ ہے اور وہ خود کو ابنارمل سمجھیں گے۔
- کسی اشتباہ کی صورت میں معذوری میں مبتلا فرد کو اس کے نام سے پکاریے۔

مذکورہ رہنما اصولوں کی روشنی میں راقمین نے زبان میں مروجّہ الفاظ و اصطلاحات کو نکال باہر کر کے بعض نئے الفاظ و اصطلاحات متعارف کی ہیں جو درج ذیل ہیں[۲۹]:

Disability	Out-Dated Language	Respectful Language
Blind or Visual Impairment	dumb, invalid	visually impaired, person who is visually impaired
Deaf or Hearing Impairment	invalid, deaf-and-dumb, deaf-mute	hard-of-hearing, person who is hard of hearing
Speech/Communication Disability	Dumb, "one who talks bad"	person with a speech / communication disability
Learning Disability	retarded, slow, brain-damaged, "special ed"	learning disability, cognitive disability, person with a learning or cognitive disability
Mental Health Disability	hyper-sensitive, psycho, crazy, insane, wacko, nuts	person with a psychiatric disability, person with a mental health disability
Mobility/Physical Disability	handicapped, lame, cripple, physically challenged, "special," deformed, gimp, spastic, spaz, wheelchair-bound	wheelchair user, physically disabled, person with a mobility or physical disability
Emotional Disability	emotionally disturbed	emotionally disabled, person with an emotional disability
Cognitive Disability	retard, mentally retarded, "special ed"	cognitively/developmentally disabled, person with a cognitive/developmental disability
Short Stature, Little Person	dwarf, midget	someone of short stature, little person survivor
Health Conditions	victim, someone "stricken with" a disability (i.e. "someone stricken with cancer" or "an AIDS victim")	someone "living with" a specific disability (i.e. "someone living with cancer or AIDS")

مذکورہ ہدایات کی روشنی میں اُردو زبان میں بھی ایسی علمی کاوشوں کو فروغ دیا جا سکتا ہے جس سے اُردو زبان کو تطہیری عمل سے گزارتے ہوئے خصوصی افراد کے لیے لائقِ احترام لسانی ساخت کی تشکیل کی جا سکتی ہے۔ مثلاً خصوصی افراد کا ذکر کرتے ہوئے معذوری سے وابستہ جڑے مستعمل الفاظ سے گریز کیا جائے اور انھیں ''فرد جو دیکھ نہیں سکتا''، ''جو سن نہیں سکتا''، ''جسے چلنے میں دشواری/مسئلہ ہے''، ''جسے ادراک کا مسئلہ ہے''، ''ویل چیئر کے استعمال کنندہ''، ''مختصر قامت والا'' یا ''تفہیم کے مسئلے سے دوچار فرد'' ایسے الفاظ کو رواج دیا جائے۔

خصوصی افراد کے سلسلے میں مستعمل قبیح الفاظ سے گریز اور نئے الفاظ، تراکیب اور اصطلاحات کے استعمال میں بعض لسانی دشواریوں کا سامنا ہوسکتا ہے تاہم اُردو زبان بولنے والے اس تحقیری بیانیے سے خود کو باہر لا سکتے ہیں جو زمانۂ پارینہ سے تشکیل پا چکا ہے۔

حواشی و حوالہ جات

* (پ: ۱۹۷۰ء) ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد۔

۱۔ دائرۃ المعارف بریٹانیکا، ''Sociolinguistics''، ۱۹ دسمبر ۲۰۱۸ء، www.britannica.com/science/sociolinguistics، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

انگریزی متن یہ ہے:

Language is one of the most powerful emblems of social behavior. In the normal transfer of information through language, we use language to send vital social messages about who we are, where we come from, and who we associate with.

۲۔ کرسٹائن میلنسن [Christine Mallinson]، ''Sociolinguistics''، نومبر ۲۰۱۵ء، https://oxfordre.com/linguistics/linguistics/view/10.1093/acrefore/9384655.001.0001/acrefore-9780199384655-e-22، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

انگریزی متن درج ذیل ہے:

Language can be a mechanism through which bias and discrimination are transmitted, and inequalities can surface along linguistic lines.

۳ روبینہ شاد، انٹرویو، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء، facebook.com/102758187750238/videos/484152772363935/، ۱۳ جنوری ۲۰۱۹ء۔

۴۔ سٹیزن ایڈوائس، citizensadvice.org.uk/law-and-courts/discrimination/hate-crime/disability-hate-crime/، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

If someone has been violent or hostile towards you because you're disabled, you have been the victim of a hate incident. Disability hate incidents can happen anywhere. Sometimes you may know the person who attacked you, sometimes hate incidents are carried out by strangers.

۵۔ مارتنڈ جھا [Martand Jha]، ۹ اکتوبر ۲۰۱۸ء، thehindu.com/opinion/op-ed/phrases-that-mock-people-with-disabilities/article25160381.ece، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

انگریزی متن:

In our day-to-day interactions, we come across words and phrases like 'turning a blind eye'; 'falling on deaf ears'; 'a paralysed economy'; 'institutions running on crutches'; and 'mute leadership'. What is common among these is that they all signify negative connotation, while referring to physically disabled people.

۶۔ امیر مینائی، صنم خانہ عشق (آگرہ: مفید عام، ۱۸۸۸ء)، ۲۶۹۔

۷۔ نذیر احمد، بنات النعش (لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۷۱ء)، ۱۳۵۔

۸۔ پریم چند، میدانِ عمل (دہلی: الہ آباد پریس، ۱۹۴۲ء)، ۳۹۲۔

۹۔ وارث سرہندی، جامع الامثال، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء)، ۴۱-۴۰۔

اس سلسلے میں مزید ضرب الامثال درج ذیل ہیں:

اندھا آنکھ پاتے ہی پتیائے: جب کام ہو تو جانیں۔ ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو تو اسے اطمینان ہوتا ہے۔

اندھا بادشاہ لنگڑا وزیر: بااختیار لوگوں کی نالائقی پر طنز ہے۔ حکمران نالائق ہوں تو کام بھی غلط ہوتے ہیں۔

اندھا بانٹے ریوڑیاں پھر پھر اپنوں ہی کو دے: اس شخص کی نسبت کہتے ہیں جو اپنوں کو فائدہ پہنچائے۔

اندھا بانٹے جیوڑی اور پیچھے بچھڑا کھائے: بے سدھ اور غافل آدمی کے کام پر طنز ہے۔ بیوقوف کے کام کی نسبت کہتے ہیں۔

اندھا بگلا کیچڑ کھائے: غافل آدمی ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے۔

اندھا بے ایمان: چوں کہ اندھے کو ہمیشہ خطرہ رہتا ہے کہ لوگ اسے دھوکا دیں گے اسی لیے اس کا ایمان قائم نہیں رہتا۔

اندھا بے ایمان، بہرا بہشتی: اندھے کے کان ہوتے ہیں سن گن لیتا رہتا ہے اور دوسروں کے متعلق شک میں مبتلا رہتا ہے۔ بہرا اس سے اچھا ہے کہ نہ سنتا ہے نہ شک کرتا ہے۔

اندھا جانے آنکھوں کی مار: آنکھوں کی قدر اندھا ہی جانتا ہے۔ کسی چیز کی قدر ضرورت مند کو ہوتی ہے۔

اندھا چوہا تھوتھے دھان: بدنصیب یا بیوقوف ناکام رہتا ہے۔

اندھا دھند منوہرا گائے: سخت بدانتظامی ہے جس کا جو جی چاہتا ہے کرتا ہے۔

اندھا سپاہی کانی گھوڑی بدھنا نے آپ ملائی جوڑی: ایک جیسے ساتھی مل گئے۔ (اللہ نے ملائی جوڑی اک اندھا اک کوڑی)

اندھا کہے میں سرگ چڑھ موتوں اور مجھے کوئی نہ دیکھے: ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ جو چاہے کرے کوئی اس پر اعتراض نہ کرے۔

اندھا کیا جانے بسنت کی بہار: نادان یا انجان سے قدر شناسی کی توقع فضول ہے۔

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں: اس سے بہتر کیا بات ہے، اور کیا چاہیے۔ وہ شخص کہتا ہے جس کو اس کی خواہش کے مطابق دینے کے لیے پوچھا جاتا ہے۔

اندھا گائے بہرا بجائے: نالائقوں کے ہاتھ میں کام آ گیا ہے۔

اندھے کو اندھا راستہ کس طرح بتائے کیوں کر بتائے: جو خود گمراہ ہو وہ دوسرے کو کیا ہدایت دے گا۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی: اس جگہ کہتے ہیں جب کوئی بیوقوف اچانک عقل کی بات کہہ دے۔

اندھے کو بھاگنا کیا ضرور: بساط سے بڑھ کے کام کیوں، کیا جائے کہ آدمی ٹھوکر کھائے۔

اندھے کو جوا معاف: ناواقف کے قصور پر گرفت نہیں۔

اندھے کو/ کے بھانویں دن رات برابر: بیوقوف نیک و بد میں تمیز نہیں کر سکتا۔ بیوقوف کو اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی۔

اندھے کو کیا سوجھے، علاول خاں کا روضہ: بیوقوف کو معمولی بات بھی نہیں سوجھتی۔

اندھے کو کوڑھی لمبے ہاتھوں ملتا ہے: ایک عیب دار دوسرے عیب دار سے انس رکھتا ہے۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔

اندھے کی جوار کا اللہ بیلی: جس چیز کی خبر لینے والا کوئی نہیں اُس کا اللہ مالک۔

اندھے کی داد نہ فریاد، اندھا مار بیٹھے گا: مجبور کا کام قابل گرفت نہیں۔

۱۰۔ ایضاً، ۳۰۷۔

اس سلسلے میں مزید ضرب الامثال درج ذیل ہیں:

کانی اپنا ٹینٹ نہ دیکھے، دیکھے اور کی بھلی/ نہارے اور کی بھلی: اپنا بڑا نقص نظر نہیں آتا، مگر دوسروں کا چھوٹا عیب بھی نظر آتا ہے۔

کانی کو کانا پیارا، رانی کو رانا پیارا: جو جیسا ہوتا ہے ویسے ہی کو پسند کرتا ہے۔

کانی گائے بامن کو دان: ناقص چیز کو خیرات کر دیتے ہیں۔

کانی گائے کے الگے بتھان: کیا جس میں نقص ہو اسے خاندان سے نکال دیتے ہیں۔

کانے چوٹ، کنوڑے بھینٹ: جس بات کا ڈر ہو وہ پیش آجاتی ہے، جس سے ملاقات نہ کرنا چاہو، وہ مل جاتا ہے۔

کانے کو سراہے کانے کا باپ/ کانی کو کون سراہے کانی کا میاں: کوئی چیز کیسی ہی خراب ہو اس کو اس کا مالک پسند کرتا ہے۔ اپنوں کو اپنوں کے عیب بھی پسند ہوتے ہیں۔

کانے کو منہ پر کانا نہیں کہتے: عیب والے کا عیب منہ پر نہیں کہتے۔

کانے کے بیاہ کو سو سو جوکھوں: کانے کی شادی بڑی سے مشکل سے ہوتی ہے۔

۱۱۔ اشرف بیابانی، لازم المبتدی (ناشر نامعلوم، انڈیا آفس لائبریری، ۱۵۰۳ء)، ۵۔

۱۲۔ عبدالحلیم شرر، مینا بازار، (لکھنؤ: یونائیٹڈ انڈیا پریس، ۱۹۲۵ء)، ۲۹۔

۱۳۔ اسد اللہ خاں غالب، دیوانِ غالب جدید، مرتب مفتی محمد انوار الحق (بھوپال: مدھیہ پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲ء)، ۲۲۱۔

۱۴۔ نسیم دہلوی، دیوانِ نسیم (لکھنؤ: مطبع مصطفائی، ۱۸۶۷ء)، ۹۹۔

۱۵۔ احمق پھپھوندی، سنگ و خشت (ناگ پور: آفتاب پریس، ۱۹۴۲ء)، ۵۷۔

۱۶۔ وارث سرہندی، جامع الامثال، ۸۶۔

۱۷۔ ایضاً، ۳۴۳-۳۴۲۔

۱۸۔ مرزا یاس یگانہ چنگیزی، غالب شکن (آگرہ: آرمی پریس، ۱۹۳۴ء)، ۲۔

۱۹۔ مقصود وفا، علاحدہ، (فیصل آباد: شمع بکس، ۲۰۱۷ء)، ۸۶۔

۲۰۔ ذکاء اللہ دہلوی، سوانح عمری ملکہ وکٹوریہ (بمبئی: مطبع جہانگیری، ۱۹۰۴ء)، ۲۱۔

۲۱۔ وارث سرہندی، ۳۵۶۔

۲۲۔ قائم چاند پوری، دیوانِ قائم (لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۵ء)، ۳۲۔

۲۳۔ عبدالماجد دریابادی، فلسفہ اجتماع (لکھنؤ: الناظر پریس، ۱۹۱۵ء)، ۱۲۸۔

۲۴۔ شمیم احمد، برش قلم (کوئٹہ: مکتبہ موقلم، ۱۹۸۳ء)، ۴۷۔

۲۵۔ محمود فرجامی، خندہ زنی بر معلولیت و معلولان، ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء، ”dw.com/fa-ir/a-41013357“، ۲ جنوری ۲۰۱۹ء۔

۲۶۔ National Youth Leadership Network امریکہ سے خصوصی افراد کے لیے ایک تنظیم ہے جو مذکورہ افراد کی تعلیم، روزگار اور خود مختاری کے لیے کام کرتی ہے نیز اُن سے متعلق پالیسیوں اور قانون سازی کے بارے میں بھی عملی اقدامات کرتی ہے۔

۲۷۔ Kids As Self Advocates ایک ایسا پراجیکٹ ہے جس پر NYLN کے نوجوان مخصوص افراد کے لیے کام کر رہے ہیں۔ جن میں اُن کے حقوق، تربیت اور آسانیوں کی فراہمی کے لیے نظامِ حیات میں تبدیلی ایسے اقدامات شامل ہیں۔

۲۸۔ Respectful Disability Language: Here's What's Up!، ۲۰۰۵ء، ”aucd.org/docs/add/sa_summits/Language%20Doc.pdf“، ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔ انگریزی متن درج ذیل ہے:

• Refer to a person's disability only when it is related to what you are talking about. For

example, don't ask "What's wrong with you?" Don't refer to people in general or generic terms such as "the girl in the wheelchair."

• When talking about places with accommodations for people with disabilities, use the term "accessible" rather than "disabled" or "handicapped." For example, refer to an "accessible" parking space rather than a "disabled" or "handicapped" parking space or "an accessible bathroom stall" rather than "a handicapped bathroom stall."

• Use the term "disability," and take the following terms out of your vocabulary when talking about or talking to people with disabilities. Don't use the terms "handicapped," "cripple," "crippled," "victim," "retarded," "stricken," "poor," "unfortunate," or "special needs".

• Just because someone has a disability, it doesn't mean he/she is "courageous," brave," "special," or "superhuman." People with disabilities are the same as everyone else. It is not unusual for someone with a disability to have talents, skills, and abilities.

• It is okay to use words or phrases such as "disabled," "disability," or "people with disabilities" when talking about disability issues. Ask the people you are with which term they prefer if they have a disability.

• When talking about people without disabilities, it is okay to say "people without disabilities." But do not refer to them as "normal" or "healthy." These terms can make people with disabilities feel as though there is something wrong with them and that they are "abnormal."

• When in doubt, call a person with a disability by his/her name.

۲۹۔ ایضاً۔

مآخذ

احمد، شمیم۔ برش قلم۔ کوئٹہ: مکتبہ موقلم، ۱۹۸۳ء۔

احمد، نذیر۔ بنات النعش۔ لکھنؤ: نول کشور، ۱۸۷۱ء۔

بیابانی، اشرف۔ لازم المبتدی۔ ناشر نا معلوم۔ انڈیا آفس لائبریری، ۱۵۰۳ء۔

پھپھوندی، احمق۔ سنگ و خشت۔ ناگ پور: آفتاب پریس، ۱۹۴۲ء۔

چند، پریم۔ میدانِ عمل۔ دہلی: الہ آباد پریس، ۱۹۴۲ء۔

چنگیزی، مرزا یاس یگانہ۔ غالب شکن۔ آگرہ: آرمی پریس، ۱۹۳۴ء۔

دریابادی، عبدالماجد۔ فلسفہ اجتماع۔ لکھنؤ: الناظر پریس، ۱۹۱۵ء۔

دہلوی، ذکاء اللہ۔ سوانح عمری ملکہ وکٹوریہ۔ بمبئی: مطبع جہانگیری، ۱۹۰۴ء۔

سرہندی، وارث۔ جامع الامثال۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

شرر، عبدالحلیم۔ مینا بازار۔ لکھنؤ: یونائیٹڈ انڈیا پریس، ۱۹۲۵ء۔

دہلوی، نسیم۔ دیوانِ نسیم۔ لکھنؤ: مطبع مصطفائی، ۱۸۶۷ء۔

غالب، اسد اللہ خاں۔ دیوانِ غالب جدید۔ مرتب مفتی محمد انوار الحق۔ بھوپال: مدھیہ پردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۲ء۔

مینائی، امیر۔ صنم خانہ عشق۔ آگرہ: مفید عام، ۱۸۸۸ء۔

وفا، مقصود۔ علاحدہ۔ فیصل آباد: شمع بکس، ۲۰۱۷ء۔

برقی مآخذ

جھا، مارتنڈ۔ ٹائم ٹو ایوائڈ ایڈیمز دیٹ ماک ڈس ایبلٹیز (Time to avoid idioms that mock disabilities)۔ ۹ اکتوبر ۲۰۱۸ء۔
thehindu.com/opinion/op-ed/phrases-that-mock-people-with-disabilities/article25160381.ece۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

ڈس ایبلٹی ہیٹ کرائم (Disability Hate Crime)۔ اکتوبر ۲۰۱۹ء۔
citizensadvice.org.uk/law-and-courts/discrimination/hate-crime/disability-hate-crime/۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

رسپیکٹ فل ڈس ایبلٹی لینگوئج: ہیر از وٹ از اپ (Respectful Disability Language: Here's What's Up!)، ۲۰۰۵ء،
"www.aucd.org/docs/add/sa_summits/Language%20Doc.pdf"۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

شاد، روبینہ۔ انٹرویو۔ facebook.com/102758187750238/videos/484152772363935/۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

سوشیولنگویسٹکس (sociolinguistics)۔ ۱۹ دسمبر ۲۰۱۸ء۔ www.britannica.com/science/sociolinguistics۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔

فرجامی، محمود۔ خندہ زنی بر معلولیت و معلولان۔ ۲۱ اکتوبر ۲۰۱۷ء۔ "dw.com/fa-ir/خندہ‌زنی-بر-معلولیت-و-معلولان/a-41013357"۔ ۲ جنوری ۲۰۱۹ء۔

میلنسن، کرسٹائن۔ سوشیولنگویسٹکس (Sociolinguistics)۔ نومبر ۲۰۱۵ء۔
oxfordre.com/linguistics/linguistics/view/10.1093/acrefore/9384655.001.0001/acrefore-9780199384655-e-22۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۹ء۔